AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

علل حدیث اور علوم حدیث کے اہم مباحث کا اختصاصی مطالعہ

A Specialized Study of ʿIlal al-Ḥadīth and Key Topics in Hadith Sciences

1. Dr. Abdul Haseeb
Lecturer, Punjab Tianjin University of Technology, Lahore
2. Dr Hifsa Shabbir
Visiting Lecturer, Punjab Tianjin University of Technology, Lahore.
3. Shazia Majeed
Visiting Lecturer, Punjab Tianjin University of Technology, Lahore

Abstract

This research paper explores foundational branches of Hadith sciences, focusing in detail on *Ilal al-Hadith* (hidden defects in narration), *Asbab Wurud al-Hadith* (the contextual backgrounds of prophetic traditions), and methodological approaches for harmonizing and preferring seemingly conflicting reports. *Ilal al-Hadith* is examined as a precise and rigorous discipline dedicated to detecting subtle flaws in otherwise sound-appearing chains or texts. The study outlines the lexical and technical definitions of hidden flaws, explains the human and historical factors behind them—such as variations in human memory, transformation of words (*Tashrif*), and blending (*Ikhtilat*)—and details the six primary classifications of *Ilal* identified by Imam al-Daraqutni regarding their impact on the chain (*Sanad*) and text (*Matn*).

Furthermore, the paper highlights *Asbab Wurud al-Hadith* as an indispensable tool for accurately comprehending Prophecies and uncovering the objectives of Islamic law (*Maqasid al-Shariah*). By analyzing contexts such as direct questions, specific historical incidents, or occurrences, the study illustrates how understanding these causes assists in resolving apparent legal ambiguities, executing specification of general texts (*Takhsis al-Amm*), and identifying ambiguous referents (*Ta'yin al-Mubham*). It emphasizes that ignoring contextual backdrops can result in misunderstandings and artificial contradictions among sacred texts.

Finally, the study investigates the principles of *Tarjih* (precedence) and *Talfiq/Jam'* (harmonization and reconciliation) utilized by scholars to manage *Mukhtalif al-Hadith* (apparent discrepancies in traditions). It details criteria such as conformity with the Quran, strength of chains, frequency of transmission, and the foundational rule that harmonization (*Jam'*) takes precedence over setting aside a narration. Additionally, the paper addresses *Gharib al-Hadith*, noting its significance in interpreting rare or unfamiliar linguistic terms to protect the authentic linguistic and legal implications of the Sunnah from distortion.

Keywords: Ilal al-Hadith, Hidden Defects, Asbab Wurud al-Hadith, Context of Hadith, Tarjih, Talfiq, Jam, Mukhtalif al-Hadith, Conflicting Traditions, Gharib al-Hadith, Islamic International Law, Hadith Sciences.

علل الحدیث علم حدیث کی ایک انتہائی دقیق اور پوشیدہ شاخ ہے جس میں ان باریک اور چھپے ہوئے عیوب (علتوں) سے بحث کی جاتی ہے جو بظاہر صحیح نظر آنے والی حدیث کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں ایسی حدیث کو معلل کہا جاتا ہے جس کی سند بظاہر درست ہو مگر اس میں کوئی پوشیدہ خرابی موجود ہو۔

لفظ "علت" کا لغوی معنی:

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

لفظ "علت" مفرد ہے اسکی جمع علل آتی ہے لفظ علت کے معانی اسکے مشتقات کے تعدد کی بنا پر مختلف ہیں۔ بنیادی طور پر اسکے تعین مشتقات ذکر کیے جاتے ہیں

1۔ عل

2۔ عل یعل اعلالا

3۔ علل یعلل

دوسرے اور تیسرے مشتق کا معناً اشتراک ہے : مریض ہونا، کمزور ہونا، کسی عیب کا شکار ہونا، کسی کو کسی چیز سے غافل کرنا؟[1]

علامہ ابن فارس نے لفظ علت کے تین معانی ذکر کیے ہیں

تکرار یعنی بار بار ہوتا

کسی شے کو خود سے دور کرنا

کسی شے میں کمزوری ہونا

محدثین کے کلام میں غالب استعمال اسی تیسرے معنی کا ہے یعنی وہ علت سے یہی تیسرا معنی مراد لیتے ہیں۔

- **علت کا اصطلاحی معنی:**

حدیث معلل وہ ہوتی ہے جو بظاہر تو صحیح سالم معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں کوئی ایسی علت ہو جو اسکی صحت پر اثر انداز ہو[2]

- **علم علل کی اہمیت:**

وہ علم ہے جسکے ذریعے رسول اکرم ﷺ کے فرامین طیبہ کی حفاظت کا بندوبست کیا جاتا ہے بایں طور کہ حدیث میں کسی قسم کا اضافہ یا کمی نہ ہو سند کا انقطاع نہ ہو متن میں الفاظ کی کمی بیشی نہ ہو اور ثقات کی ضعفاء سے روایت جیسے دیگر عیوب و نقائص سے حدیث کو پاک رکھا جائے اس علم کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو لوگوں کے اقوال سے جدا کیا جاتا ہے حدیث صحیح کو ضعیف سے الگ کیا جاتا ہے اسی طرح ان امور کا ادراک کیا جاتا ہے جو بیان میں خلل کا سبب بنتے ہیں یہ وہ اسباب ہیں جنکی بنا پر علم علل دیگر علوم حدیث پر فوقیت کا حامل ہے علماء نے اس علم کو علوم میں سب سے زیادہ جلیل القدر علم کیا ہے اسلیے یہ علم نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

- **علت کے اسباب:**

اللہ رب العزت نے ہر انسان کی تخلیق ایسی فرمائی ہے کہ ہر انسان دوسرے سے جدا ہے، اجسام کی ترکیب میں بھی طبائع میں بھی صلاحیتوں میں بھی اور ذوق و شوق میں بھی کسی کے اندر ذہانت و فطانت کا وسیع حصہ ودیعت رکھ دیا تو کسی کو غبی الذین بنا دیا لیکن علم کی جستجو ایسی چیز ہے کہ وہ انتہائی اذہین و فطین کو بھی ہو سکتی ہے اور کم ذہن کو بھی، اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کم صلاحیتوں والے کم نین والے مگر علم کے پیاسے اکثر ذہین لوگوں سے آگے بڑھ جاتے اور اللہ کے ہاں مقبولیت پالیتے ہیں اور بعض اوقات اسکے برعکس علت احادیث کے باب میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا جس کی بنیاد پر یہ علم وجود میں آیا جو محدثین ثقہ ہونے کیساتھ ساتھ حد درجے کے ضابط اور متقن فی الحدیث بھی تھے انہوں نے تو روایت اور سند کو من و

[1] – تدریب الراوی، ص 223

[2] ابن الصلاح معرفۃ انواع علم حدیث: 186

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

عن اسے نقل کر دیا لیکن جو حضرات ثقہ تو تھے لیکن حافظے کے لحاظ سے اچھے نہ تھے ان سے روایت حدیث میں کچھ کمی یا اضافہ ہوتا رہا ہے جسکی وجہ سے حدیث میں سقم اور نقص پیدا ہو گیا، جو علم علت حدیث کا موجب بنا. ذیل میں اجمالاً ان اسباب کا ذکر کیا جا رہا ہے

ضعف بشری

خفت سوال

تصحیف و تحریف

اختلاط

تلقین قبول کرنا

روایت بالمعنی

قصر صحبت

- **علت کی اقسام**

حدیث میں پائی جانے والی علل کی چھ اقسام ہیں جو دار قطنی نے العلل الواردۃ في الاحادیث النبویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیں ہیں یہاں اختصار کیساتھ ذکر کیا جا رہا ہے علت اکثر اوقات سند میں پائی جاتی ہے اور کبھی کبھار متن میں بھی اس کا وجود ہو سکتا ہے اس میں وجہ حصر یہ ہے کہ جب علت سند میں پائی جائے تو آیا وہ علت صرف سند میں ہی باعث قدح ہو گی یا سند اور متن دونوں میں یا باعث قدح ہو گی ہی نہیں اور یہی دیکھا جائے گا اگر علت متن میں پائی جائے اس طرح علت کی کل چھ اقسام بنتی ہیں [1]

1۔ علت سند میں ہو اور باعث قدح ہو ہی نہیں یعنی اس علت سے سند متاثر ہو نہ متن

مثال وہ روایت جسکو راوی مدلس عنعنہ "کیساتھ روایت کرے، تو اس طریق سے یہ روایت قابل توقف ہو گی یعنی قابل قبول نہ ہو گی جب تک طریق آخر سے یہ روایت نہ مل جائے جو سماع کی تصریح بھی کرے اور اس علت کے غیر قادح ہونے کو بھی واضح کر دے۔

2۔ علت سند میں ہو اور سند ہی کو متاثر کرے متن کے لیے باعث قدح نہ ہو۔

اس کی سب سے واضح مثال موقوف کو مرفوع بنا دینا یعنی صحابی کے قول کو نبی اللہ کا قول قرار دینا ہے، جبکہ راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔

۔ 3۔ علت سند میں ہو اور سند و متن دونوں کو متاثر کرے

مثال راوی کسی متصل حدیث کو مرسل ذکر کر دے یا مرفوع کو موقوف ذکر کر دے یا ضعیف راوی کو ثقہ راوی سے بدل دے تو ان تمام صورتوں میں حدیث کا متن اور سند دونوں متاثر ہونگے۔

4۔ علت متن میں ہو لیکن متن و سند دونوں میں ہی وہ علت باعث قدح نہ ہو۔

صحیحین کی احادیث میں الفاظ کا اختلاف ہو اور ان سب الفاظ کو ایک معنی کے تحت جمع کرنا ممکن ہو تو ایسا ہی کیا جائے گا اور ایسا کرنے سے قدح و تاثر منتفی ہو جائے گا

[1] الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر العلل الواردۃ في الاحادیث النبویۃ دار طیبۃ ص 39

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

5۔علت متن میں ہو اور اس سے متن ہی متاثر ہو نہ کہ سند

مثال: حدیث انس رضی اللہ عنہ صلیت خلف النبي صلی اللہ علیہ وسلم جس کی تخریج امام مسلم نے اپنی صحیح میں کی بے دار قطنی نے اس حدیث کے اندر نفی

بسملہ کا خود بھی جواب دیا ہے اور دیگر محدثین کے جوابات کا ذکر بھی کیا ہے لیکن طوالت کے حرف سے انہیں ترک کیا جارہا ہے۔[1]

6۔علت متن میں ہو اور سند اور متن دونوں کے لیے ہی باعث قدح ہو یعنی

دونوں ہی اس سے متاثر ہوں۔

مثال راوی کسی حدیث کو معنا روایت کرے اور وہ معنی اسکے اپنے گمان کے مطابق ہو لیکن غلط ہو جبکہ اس حدیث کے الفاظ سے راوی کے معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہوں تو یہ علت مستلزم قدح ہو گی اور روایت معطل ہو جائے گی۔

- **علم علل حدیث پر لکھی جانے والی کتب**

ابن ابی حاتم ابو محمد عبد الرحمان بن محمد، اللہ الحدیث

ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمان معرفۃ انواع علوم الحدیث

ابن الملقن ابو حفص عمر بن علی المقنع في علوم الحدیث

التھانوي النیسابوري، مسلم بن الحجاج القشیري، التمیز

- **اسباب ورود حدیث:**

رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ (قولی، فعلی، تقریری یا وصفی) کو بطریق احسن سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ مجموعی طور پر من جملہ تمام بنیادی چیزوں کا علم حاصل کیا جائے کہ جن سے قاری حدیث کسی بھی طور پر غافل و بے نیاز نہیں ہو سکتا اگر وہ اس میں غفلت برتے تو حدیث پڑھنے سیکھنے سمجھنے اور سمجھانے میں بہت سے ابہام پیدا ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا حدیث کی مبادیات و بنیادی چیزوں (حدیث، علوم الحدیث، اسباب حدیث وغیرہ) میں سے کسی بھی بنیادی چیز کو ترک کرنے سے حدیث کے مفہوم میں اضطراب پیدا ہو سکتا ہے اور نصوص یعنی آیات و احادیث کے مابین یا صرف احادیث کے مابین اختلاف پیدا ہو سکتا ہے جبکہ حقیقت میں ان کا آپس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں مگر یہ اختلاف حدیث کے ان بنیادی علوم و مبادیات کے نہ جاننے کی وجہ سے ہوتا ہے جب حدیث کا ماخذ و مصدر ایک ہی ہو تو نصوص میں اختلاف و تضاد کی توقع نہیں کی جاسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيرًا[2]

ترجمہ:

اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے

درج بالا آیت میں نصوصِ قرآنی کے عدم اختلاف کو واضح کیا گیا ہے۔

---

[1] دار قطني العلل الواردة في الاحادیث النبویة 42/1

[2] القرآن سورۃ النساء آیت نمبر:82

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ [1]

ترجمہ:

تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) نہ راستہ بھولے ہیں اور نہ بھٹکے ہیں اور وہ اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتے۔

اس لیے ان نصوص کے مابین اختلاف محال ہے۔ اس لیے نصوص وحی میں فی نفسہٖ کوئی اختلاف نہیں لہٰذا اختلاف ورد کی اصل وجہ عام لوگوں کی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عدم واقفیت، ناشناسائی اور کم علمی ہے لہٰذا ناکافی بصیرت کی بنیاد پر اختلاف کی صورت پیش آتی ہے اگر علم و تحقیق قوی ہو تو ایسے اختلاف کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

- **سبب کا لغوی معنی:**

لغوی اعتبار سے سبب کا مطلب ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ذریعے کسی دوسری چیز تک پہنچا جائے [2]

اہل عرف نے سبب کے تعریف یوں کی ہے کہ ہر وہ چیز جس کی وساطت سے مطلوب تک رسائی حاصل ہو اُسے سبب کہا جاتا ہے۔ [3]

- **ورود اور موارد کا لغوی معنی:**

لغوی اعتبار سے ورود یا موارد مناہل کے معنی میں ہے یعنی وہ پانی جو وارد ہو۔ [4]

- **سبب ورود کی اصطلاحی تعریف:**

امام سیوطیؒ سبب ورود حدیث کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ

سبب ورودِ حدیث وہ علم ہے جس میں اُن اسباب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے کہ جو رسول اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی طرف پہنچاتے ہیں (جن میں آپ ﷺ کے اقوال، افعال، عادات، فضائل وصفات کا ذکر ہو) اور یہ سبب کبھی سوال ہوتا ہے کبھی حادثہ ہوتا ہے کبھی واقعہ ہوتا اور کبھی کسی قصے کا جواب بنتا ہے جیسے رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا کہ اس کی وجہ اور سبب یہ ہے [5] اسی طرح حدیث کے معنی و مراد کی تحدید کے طریقہ کو بھی سبب ورودِ حدیث کہتے ہیں امام ابن حمزہ دمشقی کے مطابق سبب ورودِ حدیث اُس طریقہ کار کو کہتے ہیں کہ جس سے کسی حدیث کے معنی میں عموم و خصوص اطلاق و تقیید، یا نسخ کی تعیین کی جاتی ہے۔

- **علم اسباب ورود حدیث کی اقسام**
- **سبب ورود سوالیہ**

---

[1] القرآن سورۃ النجم آیت نمبر:2-3

[2] ابن منظور محمد بن مکرم، اللسان العرب، جلد نمبر، صفحہ 236 دار صادر بیروت 1414ھ

[3] السیوطي امام جلال الدین عبد الرحمن اللمع في اسباب ورود الحدیث، صفحہ نمبر 21، مکتب البحوث دار الفکر

[4] السیوطی امام جلال الدین عبد الرحمن، صفحہ نمبر 28

[5] السیوطي امام جلال الدین عبد الرحمن اللمع في اسباب ورود الحدیث، صفحہ نمبر 5، مکتب البحوث دار الفکر

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

حضرت ام سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ علیہ وسلم! میں نے نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ہجرت کا ذکر کیا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد یا عورت، ہو تم میں سے بعض بعض سے ہیں۔[1]

اس حدیثِ مبارکہ میں بھی ام سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی ہجرت کے بارے میں سوالاً عرض کیا سبب ورودِ حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث سوالیہ ہو گی۔

- **سبب ورود قصصیہ**

سماک بن حرب، مصعب بن سعد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں پھر قصہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم نہیں کیا؟ اللہ کی قسم میں اس وقت کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک مر نہ جاؤں یا پھر تم دوبارہ کفر نہ کرو راوی کہتے ہیں کہ جب اُنہیں کچھ کھلانا ہوتا تو منہ کھول کر کھلایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اُسے شریک کرے کہ جسے تو نہیں جانتا تو اُن کا کہنا نہ مان[2]

اس حدیثِ مبارکہ میں بھی والدین کی فرمانبرداری کی حد متعین ہوتی ہے حضرت سعدؓ چونکہ اس حدیث میں قصہ بیان کرتے ہیں تو اس اعتبار سے سبب ورود کے اعتبار سے یہ حدیث قصصیہ ہے اور یہ حدیث والدین کے حقوق میں اجمال کو زائل کرتی ہے۔

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک قافلہ جمعہ کے دن آیا اور اس وقت ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو بارہ آدمیوں کے سوا تمام لوگ رہ پڑے اُس وقت آیت نازل ہوئی کہ جب وہ لوگ مالِ تجارت یا کھیل کی چیز کی طرف دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔[3]

اس حدیثِ مبارکہ کے سبب ورود کو دیکھا جائے تو سبب کے اعتبار سے یہ حدیث واقعیہ یا قصصیہ ہے اور پھر اس قصہ میں لوگوں کے لوگوں کے جس عمل کو بیان کیا جارہا ہے اس کا ربط آیت قرآنی کے نزول کے ساتھ ہے۔

علم اسباب ورود حدیث فقہ و حدیث دونوں میں معرفت رکھنے والے مجتہدین کو بہت فائدہ دیتا ہے اس نوع کی چند مثالیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیے

1۔ ادراک حکم الشریعہ و معرفۃ مقاصد الشریعۃ

یعنی شریعت کا حکم جاننا اور مقاصدِ شریعہ جاننا، سبب ورودِ حدیث کو ایک لحاظ سے ذکر حدیث کے لیے بھی اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے اس لیے جو اس کے ساتھ ملتی جلتی احادیث ہیں ان میں فرق کا بھی فائدہ دیتا ہے۔

اس طرح سبب ورود حدیث اجتہادی مسائل میں بہت زیادہ فائدہ مند ہے اور اس سے قرآنی آیات کے واقعات اور نازل ہونے کی جگہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔

2۔ فہم الحدیث علی الوجہ الصحیح و سلامۃ الاستنباط میں

---

[1] الترمذي محمد بن عیسی السنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، حدیث نمبر 3023 شرکۃ المکتبہ و مطبعہ مصر 1975ء

[2] الترمذي محمد بن عیسی السنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، حدیث نمبر 3023 شرکۃ المکتبہ و مطبعہ مصر 1975ء 10

[3] -الترمذي محمد بن عیسی السنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن، حدیث نمبر 3311

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

سبب ورودِ حدیث کا دوسرا اہم فائدہ وجہ صحیح سے حدیث کو جاننا اور اس سے درست نتائج اخذ کرنا ہے۔

واحدی نے اسباب ورود کے بارے میں لکھا ہے کہ:

اسبابِ نزول جاننے کا علم آیت کے نازل ہونے، اس کا معنی سمجھنے پر مکمل رہنمائی دیتا ہے اس لیے اس پر کام کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ کسی آیت کی تفسیر کی معرفت صحیحہ معلوم ہو سکے کیونکہ اس علم کے ذریعے قصے پر واقفیت مراد نہیں بلکہ آیات کے نزول کا مقصد جاننا مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے

ابن دقیق العید نے کہا: سبب نزول کا بیان قرآن کے معانی سمجھنے میں ایک طاقتور طریقہ ہے۔[1]

درج بالا قول امام جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں نقل کیا ہے۔

اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ جس طرح نزول آیت قرآنی کا اصل فہم سبب کو سمجھے بغیر ناممکن ہے بالکل اسی طرح حدیث کے مکمل فہم کے لیے بھی سبب کا ادراک ضروری ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ فقیہ ہو یا مجتہد دونوں کو سبب ورود حدیث کے بیان اور اس سے مسائل کے استنباط میں حد درجہ احتیاط کرنی ہو گی یہاں تک کہ وہ اصل فہم اور اس کے سوا کے مابین فرق کو واضح کرنے میں خطا سے بچے حکم شرع کو سمجھنے کے لیے سبب ورود حدیث کی ضرورت و اہمیت پر ذیل میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے مسلم کی روایت ہے کہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم ایک بار سفر کر رہے تھے کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع تھے اور اس پر سایہ کا گیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا یہ شخص روزہ دار ہے اس پر رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔[2]

پس سبب ورود حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب مرد کو جدوجہد و مشقت کا سامنا ہو تو سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔

3۔ تخصیص العام

اسی طرح عموم کی تخصیص کے لیے بھی سببِ ورودِ حدیث کی اہمیت اپنی جگہ ہے جس طرح کے درجہ بالا حدیث میں سببِ ورود حدیث سے تخصیص ہو جاتی ہے کہ اس شخص کی طرح اگر کسی شخص کو جدوجہد یا مشقت کا سامنا ہو تو سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

اسی بناء اکثر فقہاء جن میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سفر میں طاقت ہو تو روزہ رکھنے میں ممانعت نہیں لیکن اگر مشقت کا سامنا ہو تو روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے سفر کی حالت میں۔ کیونکہ ایک اور حدیث مبارکہ کے سبب ورود سے مشقت اور جدوجہد کی حالت کی تخصیص ہو جاتی ہے کہ ابو سعیدؓ خدری اور جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا ہم میں روزہ دار روزہ رکھتا تھا اور روزہ چھوڑنے والا روزہ چھوڑ دیتا تھا اور کوئی کسی کو بُرا نہیں کہتا تھا[3]

---

[1] السیوطی امام جلال الدین عبد الرحمن الاتقان فی علوم القرآن، صفحہ نمبر 84 الہیئۃ المصریۃ 1974ء

[2] القشیری مسلم بن حجاج، الصحیح للمسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر 2807 دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] القشیری مسلم بن حجاج، الصحیح للمسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر 2515

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

اب اس حدیث مبارکہ سے لیس البر والی حدیث مبارکہ کے سبب ورود میں جدوجہد ومشقت کی تخصیص ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں جدوجہد کا سامنا کرتا ہے تو اس کی نیکی نہیں اس میں کہ وہ روزہ رکھے۔ لیکن ابو سعید خدریؓ والی حدیث سے یہ بھی تخصیص ملتی ہے کہ اگر مشقت کا اندیشہ نہ ہو تو رکھ لینے میں بھی حرج نہیں۔

4۔ تعیین المبہم

مبہم کو متعین کرنے میں بھی سبب ورودِ حدیث کی اہمیت اپنی جگہ ہے اس کی وضاحت درج ذیل حدیث پاک سے ہوتی ہے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم اُٹھاتے ہیں تو اللہ ان کو پورا کر دیتا ہے۔[1]

اس حدیث مبارکہ میں بظاہر جو ابہام ہے وہ سبب ورود کو سامنے رکھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے سبب ورود میں یہ ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے کسی انسان کو زخمی کر دیا انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ مقدمہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدلہ لیا جائے گا، جبکہ ربیع کی ماں نے کہا کہ بخدا اس سے بدلہ نہیں لیا جائے گا وہ یہ مسلسل کہتی رہیں حتی کہ وہ لوگ دیت پر راضی ہو گئے تب ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم اُٹھاتے ہیں تو اللہ ان کو پورا کر دیتا ہے

اس میں ایک اور بات وضاحت طلب ہے کہ ربیع کی ماں نے جو بار بار قسم اُٹھا کر بدلہ نہ لینے کی بات کی ہے تو یہ حضور ﷺ کے حکم سے انکار یا ضد کی نیت سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل کے حصول کی نیت سے ہے۔ لہذا حدیث کے سبب ورود سے ابہام کا تعین ہو گیا

5۔ ازالۃ الاشکال عن الروایۃ

سبب ورود حدیث کی معرفت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روایت سے اشکال کا ازالہ کیا جا سکتا ہے انسان عقلِ سلیم رکھتا ہے اور قرآن کا مزاج عموم پر مبنی ہے کیونکہ قرآن عام اور ہمیشہ رہنے والا ہے یہ صرف جزئیات، تفصیلات اور کچھ لمحے کے لیے نہیں بلکہ تا قیامت انسان کی رہنمائی کے لیے ہے۔ لہٰذا ایک مفسر کے لیے جہاں قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے اسباب نزول قرآن کا جاننا ضروری ہے وہاں اسباب ورود حدیث کا جاننا بھی اتنا ہی ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات اگر قرآن کے عموم میں کوئی اشکال پیدا ہو تو سبب ورود حدیث سے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

ترجیح و تلفیق کے اصول وضوابط

- **ترجیح و تلفیق کے اصول وضوابط**

تعارف:

علمِ حدیث میں بعض اوقات دو ایسی احادیث سامنے آتی ہیں جن کے ظاہری الفاظ میں اختلاف محسوس ہوتا ہے محدثین اور فقہاء نے اس اختلاف کو "تعارضِ ظاہری" کہا ہے حقیقت میں شریعت کے اصل دلائل میں حقیقی تضاد نہیں ہوتا کیونکہ تمام احکام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

[1] القشیری مسلم بن حجاج، الصحیح للمسلم، کتاب الإیمان، حدیث نمبر 1903 دار احیاء التراث العربی بیروت

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

کی طرف سے ہیں اس لیے علماء نے ان احادیث کے درمیان موافقت پیدا کرنے کے لیے چند اصول مرتب کیے جنہیں "تلفیق" اور "ترجیح" کہا جاتا ہے

تلفیق (جمع و تطبیق): دو احادیث کے درمیان ایسی مطابقت پیدا کرنا کہ دونوں پر عمل ممکن ہو جائے۔

ترجیح: جب تطبیق ممکن نہ رہے تو کسی ایک حدیث کو کسی مضبوط دلیل کی بنیاد پر ترجیح دینا۔

اصولیین کے نزدیک پہلا مرحلہ تطبیق ہے کیونکہ اس میں دونوں احادیث محفوظ رہتی ہیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ترجیح دی جاتی ہے۔

- **ترجیح کے اصول وضوابط**

1۔ قرآن کے موافق حدیث کو ترجیح دینا:

اگر دو احادیث میں تعارض ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو تو اس حدیث کو ترجیح دی جائے گی جو قرآنِ مجید کے زیادہ موافق ہو کیونکہ قرآن شریعت کی اصل بنیاد اور سب سے اعلیٰ دلیل ہے محدثین کے نزدیک حدیث کبھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی البتہ بظاہر تعارض کی صورت میں وہ حدیث راجح ہو گی جو قرآن کے عمومی اصولوں اور نصوص کے مطابق ہو اس لیے حدیث کی تفہیم قرآن کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

مثال

وراثت کے مسائل میں وہ روایات قبول کی جاتی ہیں جو قرآن کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق ہوں۔

- **علمی اہمیت**

یہ اصول اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حدیث اور قرآن میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔[1]

2۔ زیادہ صحیح سند والی حدیث کو ترجیح دینا:

اگر دو احادیث میں تعارض ہو تو وہ حدیث مقدم ہو گی جس کی سند زیادہ قوی ہو ۔

اس میں راویوں کی ثقاہت، حافظہ، عدالت، اتصالِ سند اور علت سے پاک ہونا دیکھا جاتا ہے۔

مثال

اگر ایک روایت صحیح بخاری میں ہو اور دوسری کسی ضعیف سند کے ساتھ ہو تو بخاری کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی۔

علمی فائدہ

اصول حدیث کی حفاظت اور صحیح روایات کی پہچان کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے[2]

: 3۔ زیادہ راویوں والی حدیث کو ترجیح دینا

جس حدیث کو زیادہ صحابہ، تابعین یا محدثین نے روایت کیا ہو وہ زیادہ مضبوط سمجھی جاتی ہے کیونکہ کثرتِ طرق خطا کے امکان کو کم کر دیتی ہے۔

- **مثال**

رفع الیدین کی احادیث کو بعض علماء نے کثرتِ طرق کی بنیاد پر ترجیح دی۔

---

[1] ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح، علوم الحدیث بیروت: دار الفکر، 1986، ص 272

[2] وایضا

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

- **علمی اہمیت**

یہ اصول اجتماعی روایت کی قوت کو ظاہر کرتا ہے اور حدیث کی صحت میں اضافہ کرتا ہے[1]

4۔ عملِ صحابہ کے موافق حدیث کو ترجیح دینا:

وہ حدیث جس پر صحابۂ کرامؓ کا عمل ہو دوسری حدیث پر راجح ہوگی کیونکہ صحابہؓ نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے دین سیکھا، اس لیے ان کا فہم زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔

مثال

اذان کے بعض مسائل میں صحابہؓ کے تعامل کو بنیاد بنایا گیا۔[2]

5۔ احتیاط والی روایت کو ترجیح دینا:

جہاں حلال و حرام یا عبادات کا معاملہ ہو وہاں احتیاط والی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے یہ اصول دینی معاملات میں تحفظ اور تقویٰ کے پہلو کو مضبوط کرتا ہے۔

مثال

مشکوک اشیاء سے اجتناب کی احادیث کو فقہاء نے احتیاط کے اصول کے تحت اہم قرار دیا۔

جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔[3]

6۔ ناسخ حدیث کو منسوخ پر ترجیح دینا:

اگر معلوم ہو جائے کہ ایک حدیث بعد میں وارد ہوئی ہے تو وہ پہلی حدیث کے مقابلے میں راجح ہوگی

بعد والی حدیث ناسخ شمار ہوگی اور پہلی حدیث کا حکم منسوخ ہو جائے گا۔

مثال

ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا بعد میں اجازت دے دی گئی۔[4]

7۔ جمہور علماء کے قول کے موافق حدیث کو ترجیح دینا:

وہ حدیث جسے جمہور فقہاء اور محدثین نے قبول کیا ہو بعض صورتوں میں ترجیح پاتی ہے

جمہور کی رائے اجتماعی علمی قوت کی نمائندہ ہوتی ہے، اس لیے اسے اہم قرینہ سمجھا جاتا ہے

مثال

نماز کے متعدد مسائل میں جمہور کے اختیار کردہ دلائل کو راجح قرار دیا جاتا ہے۔[1]

---

[1] نور الدین عتر، منہج النقد في علوم الحدیث دمشق: دار الفکر، 1997 ص 456

[2] یوسف القرضاوي، کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ القاھرۃ: دار الشروق، 2000، ص 124

[3] أبو إسحاق الشاطبي۔ الموافقات. بیروت: دار المعرفۃ، 1997، ج 4، ص 215۔

[4] أبو زھرۃ، محمد۔ أصول الفقہ۔ قاہرہ: دار الفکر العربي، 1958، ص 298

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

8 ۔ متصل سند والی حدیث کو ترجیح دینا:

وہ حدیث جس کی سند متصل ہو، اس حدیث پر ترجیح رکھتی ہے جس کی سند میں انقطاع ہو۔

منقطع یا مرسل روایت میں راوی ساقط ہونے کی وجہ سے ضعف پیدا ہو جاتا ہے جبکہ متصل سند اعتماد کو مضبوط بناتی ہے۔

مثال

مسند روایت کو مرسل روایت پر ترجیح دی جاتی ہے۔[2]

9۔ جمع و تطبیق کو ترجیح دینا:

محدثین اور فقہاء کے نزدیک سب سے اہم اصول یہ ہے کہ اگر دو احادیث میں بظاہر تعارض ہو تو پہلے ان میں تطبیق دی جائے کیونکہ دونوں احادیث پر عمل کرنا ایک حدیث کو ترک کرنے سے بہتر ہے اس لیے حتی الامکان دونوں دلائل کو کسی مناسب معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔

مثلاً ایک حدیث میں کسی عمل کی اجازت ہو اور دوسری میں ممانعت تو علماء یہ دیکھتے ہیں کہ شاید ایک حالتِ خاص کے لیے ہو اور دوسری عام حالات کے لیے اس طرح دونوں احادیث پر عمل ممکن ہو جاتا ہے[3]

- **تلفیق کے اصول وضوابط**

1۔ دونوں احادیث کا صحیح یا قابلِ حجت ہونا

تلفیق اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب دونوں احادیث صحیح، حسن یا کم از کم قابلِ استدلال ہوں اگر ایک روایت ضعیف ہو اور دوسری صحیح، تو ضعیف روایت کو چھوڑ دیا جائے گا اور صحیح روایت پر عمل ہو گا محدثین سب سے پہلے سند کی تحقیق کرتے ہیں۔ وہ راویوں کے حافظے، عدالت، دیانت اور اتصالِ سند کو پرکھتے ہیں اگر دونوں احادیث معتبر ہوں تو پھر ان کے درمیان تطبیق کی کوشش کی جاتی ہے اس اصول کی بنیاد اس بات پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث آپس میں متناقض نہیں ہو سکتیں۔

مثال

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں پورے سر کا مسح فرمایا جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پگڑی پر مسح کیا بظاہر دونوں احادیث مختلف معلوم ہوتی ہیں لیکن محدثین نے تطبیق دی کہ کبھی آپ ﷺ نے پورے سر پر مسح فرمایا اور کبھی پگڑی کے ساتھ مسح فرمایا۔ اس طرح دونوں احادیث پر عمل ممکن ہو گیا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

جب دو صحیح احادیث میں تعارض ظاہر ہو تو سب سے پہلے ان میں جمع و تطبیق کی کوشش کی جائے گی کیونکہ دونوں پر عمل کرنا ایک کو ترک کرنے سے بہتر ہے۔[4]

---

[1] عبد الکریم زیدان۔ الوجیز في أصول الفقہ۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2006، ص 379

[2] ابن حجر العسقلاني۔ نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر۔ ریاض: مکتبۃ الرشد، 2001، ص 89

[3] السیوطي، جلال الدین۔ تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، [سنہ اشاعت مختلف طبعات میں موجود]

[4] السیوطي، جلال الدین۔ تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، [سنہ اشاعت مختلف طبعات میں موجود]۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

2۔ جمع و تطبیق کو ترجیح پر مقدم رکھنا

الجمع أولی من الترجیح" یعنی دو دلائل میں تطبیق دینا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔"

اس اصول کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے تمام دلائل محفوظ رہیں اگر ترجیح فوراً دے دی جائے تو ایک حدیث پر عمل چھوڑنا پڑے گا جبکہ تطبیق کی صورت میں دونوں احادیث قابلِ عمل رہتی ہیں علماء کے نزدیک جب تک دونوں احادیث میں موافقت پیدا کرنے کی کوئی معقول صورت موجود ہو اس وقت تک ترجیح یا نسخ کی طرف نہیں جایا جائے گا۔

مثال

ایک حدیث میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری میں عدمِ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ فقہاء نے ان میں تطبیق دی کہ نبی کریم ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف طریقے اختیار فرمائے لہٰذا دونوں صورتیں جائز ہیں۔[1]

قرآن میں ہیں:

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾

ترجمہ:

اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے[2]

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت میں حقیقی تضاد نہیں ہوتا۔

3۔ حقیقی تعارض نہ ہو

تلفیق اسی وقت کی جاتی ہے جب دو دلائل میں صرف ظاہری اختلاف ہو، حقیقی تضاد نہ ہو۔ اگر ایک دلیل کسی حکم کو مطلق بیان کرے اور دوسری اس کی قید یا تخصیص کرے تو یہ تعارض نہیں بلکہ تطبیق کی صورت ہے۔

مثلاً ایک حدیث میں کسی عمل کا عمومی حکم ہو اور دوسری حدیث اس کے کسی خاص موقع یا حالت کو بیان کرے، تو دونوں کو جمع کیا جائے گا[3]

4۔ تمام دلائل پر عمل ممکن ہو

تلفیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دونوں دلائل پر عمل باقی رہے۔ ایسی تطبیق معتبر نہیں جس میں ایک حدیث یا دلیل بالکل معطل ہو جائے۔

علماء فرماتے ہیں دو دلائل پر عمل کرنا ایک کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔[4]

5۔ شریعت کے عمومی اصولوں سے موافقت

تلفیق ایسی ہونی چاہیے جو مقاصدِ شریعت اور اصولِ دین کے خلاف نہ ہو۔ اگر کوئی تطبیق عدل، آسانی یا دیگر شرعی اصولوں سے ٹکراتی ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاتا

---

[1] جلال الدین السیوطی، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی (ریاض: دار طیبہ، 2003) ج2 ص176

[2] القرآن سورۃ النساء آیت نمبر:80

[3] ابن حجر العسقلانی، نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (ریاض: مکتبۃ الرشد، 2001)، ص89

[4] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی أصول الشریعۃ بیروت: دار المعرفۃ،

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

- **مختلف الحدیث**
- **مختلف الحدیث کا مفہوم:**

علمِ حدیث کی ایک اہم قسم "مختلف الحدیث" ہے اس سے مراد وہ احادیث ہیں جن کے درمیان بظاہر تعارض اور اختلاف نظر آتا ہو لیکن حقیقت میں ان کے درمیان موافقت ممکن ہو علماءِ حدیث ان احادیث میں تطبیق، ترجیح یا نسخ کے اصولوں کے ذریعے تعارض کو دور کرتے ہیں تاکہ تمام احادیث پر عمل کیا جاسکے۔

امام نوویؒ کے مطابق: مختلف الحدیث وہ علم ہے جس میں دو بظاہر متعارض احادیث کے درمیان موافقت پیدا کی جاتی ہے یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے۔[1]

مختلف الحدیث کی اہمیت:

مختلف الحدیث کا علم اس لیے اہم ہے کہ بعض اوقات ایک شخص احادیث میں ظاہری اختلاف دیکھ کر شبہ میں مبتلا ہو سکتا ہے جبکہ محدثین اس اختلاف کی حقیقت واضح کرتے ہیں۔ اس علم کے ذریعے:

احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کیا جاتا ہے۔

شریعت کے تمام دلائل کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔

غلط فہمیوں اور اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔

فقہی مسائل میں درست رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔[2]

- **مختلف الحدیث کو حل کرنے کے اصول**
- **جمع و تطبیق**

سب سے پہلے دونوں احادیث میں موافقت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ دونوں پر عمل ہو سکے۔

مثلاً مثلاً ایک حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت ہے اور دوسری میں نبی کریم ﷺ کا کھڑے ہو کر پانی پینا ثابت ہے۔ علماء نے تطبیق دی کہ ممانعت ادب اور افضلیت کے لیے ہے، جبکہ جواز بھی موجود ہے۔[3]

- **ترجیح**

اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ترجیح سند کی قوت، راویوں کی ثقاہت یا قرآن کے موافق ہونے کی بنیاد پر دی جاتی ہے[4]

- **نسخ**

---

[1] یحییٰ بن شرف النووی، التقریب والتیسیر فی معرفۃ سنن البشیر النذیر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ص 89

[2] نور الدین عتر، علوم الحدیث: اصطلاحہ وأصولہ (دمشق: دار الفکر، 1981)، ص297

[3] امام شافعی، محمد بن ادریس، * الرسالۃ * (بیروت: دار الکتب العلمیۃ

[4] السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث للعراقی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ ج 1 ص:350

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

اگر معلوم ہو جائے کہ ایک حدیث بعد میں وارد ہوئی ہے تو وہ پہلی حدیث کو منسوخ کر دے گی۔

- **توقف**

اگر نہ تطبیق ممکن ہو، نہ ترجیح اور نہ نسخ معلوم ہو تو بعض علماء توقف اختیار کرتے ہیں، یعنی فیصلہ مؤخر کر دیتے ہیں۔

- **مختلف الحدیث پر مشہور کتب**

1. اختلاف الحدیث
2. تأویل مختلف الحدیث
3. مشکل الآثا
4. **غریب الحدیث**

تمہید:

علومِ حدیث میں "غریب الحدیث" ایک نہایت اہم فن ہے جس کا تعلق احادیثِ نبویہ میں وارد ہونے والے مشکل، غیر معروف اور دقیق الفاظ کی وضاحت سے ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے مختلف قبائل کی فصیح زبان اور محاورات میں گفتگو فرمائی اس لیے بعض الفاظ بعد کے ادوار میں غیر مانوس ہو گئے ان الفاظ کے حقیقی معانی تک رسائی کے لیے محدثین نے مستقل علمی ذخیرہ مرتب کیا جسے "علمِ غریب الحدیث" کہا جاتا ہے۔

امام ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"غریب الحدیث ان الفاظ کے علم کا نام ہے جن کے معانی پوشیدہ اور فہم میں دشوار ہوں۔"

یہ علم دراصل حدیث کے صحیح مفہوم، فقہی استنباط اور عربی لغت کی حفاظت کا بنیادی ذریعہ ہے۔[1]

- **غریب الحدیث کی لغوی واصطلاحی تعریف**
- **لغوی تعریف:**

لفظ "غریب" عربی زبان میں "غیر مانوس" "اجنبی" یا "کم معروف" چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے

- **اصطلاحی تعریف:**

اصطلاح میں غریب الحدیث سے مراد

"احادیثِ نبویہ کے وہ الفاظ جن کے معانی دقیق، مخفی یا عام لوگوں کے لیے غیر معروف ہوں۔"

امام نووی فرماتے ہیں:

"[2]غریب الحدیث ان مشکل الفاظ کی معرفت کا علم ہے جو احادیث میں وارد ہوئے ہوں۔"

- **غریب الحدیث کی اقسام**

---

[1] ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح۔ مقدمہ ابن الصلاح. بیروت: دار الفکر، 1986، ص 272

[2] یحییٰ بن شرف النووی، التقریب والتیسیر فی معرفۃ سنن البشیر النذیر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ص 85

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

لغوی غرابت

وہ الفاظ جو لغت کے اعتبار سے غیر معروف ہوں۔

معنوی غرابت

وہ الفاظ جن کا ظاہری معنی کچھ اور ہو لیکن حدیث میں خاص مفہوم مراد ہو۔

محاوراتی غرابت

قبائلی محاورات یا استعاراتی تعبیرات جو بعد کے لوگوں کے لیے غیر واضح ہوں۔

- **غریب الحدیث کی ضرورت واہمیت**

1۔احادیث کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لیے

اگر حدیث کے مشکل الفاظ کی تشریح نہ کی جائے تو حدیث کے اصل معنی متعین نہیں ہو سکتے بعض اوقات ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں اور صحیح مفہوم سیاق وسباق سے واضح کیا جاتا ہے۔

مثلاً

"نھی عن بیع العرایا"

یہاں "العرایا" ایک خاص قسم کی بیع ہے جس کی وضاحت کے بغیر حدیث کا فقہی حکم سمجھنا مشکل ہے۔[1]

2۔فقہی مسائل کے استخراج میں مدد

فقہاء احادیث سے شرعی احکام اخذ کرتے ہیں، اس لیے غریب الفاظ کے صحیح معنی فقہی نتائج پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا:

عربی زبان کے علم کے بغیر سنت کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں [2]

3۔عربی زبان اور قدیم اسالیب کی حفاظت

احادیثِ نبویہ میں عربی زبان کی اصل فصاحت اور قبائلی محاورات محفوظ ہیں غریب الحدیث کی کتابوں نے ان قدیم تعبیرات کو محفوظ کر لیا۔

ابو عبید قاسم بن سلام فرماتے ہے:

غریب الحدیث دراصل عربی زبان کے ذخیرے کی حفاظت ہے۔[3]

4۔غلط فہمی اور تحریف سے بچاؤ

اگر غریب الفاظ کی وضاحت نہ کی جائے تو لوگ احادیث کا غلط مطلب اخذ کر سکتے ہیں جس سے دینی احکام میں خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔

مثلاً حدیث میں "لایبولن أحدکم في الماء الدائم" میں "الدائم" سے مراد بہاؤ سے خالی، پانی ٹھہرا ہوا

---

[1] ابن الاثیر، مجد الدین مبارک بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج 3 ص: 212

[2] جلال الدین السیوطی، المزھر فی علوم اللغۃ وأنواعھا (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ص 302

[3] ابو عبید قاسم بن سلام، غریب الحدیث (حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

ہے[1]

- **خلاصہ کلام:**

علمِ علل الحدیث ہمیں حدیث کی چھپی ہوئی غلطیوں اور کمزوریوں کو پہچاننا سکھاتا ہے۔
اسبابِ ورودِ حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کس موقع پر بیان کی گئی۔
ترجیح اور تلفیق کے اصول مختلف احادیث کو سمجھنے اور ان میں مطابقت پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔
مختلف الحدیث کا علم بظاہر مختلف احادیث کے صحیح مطلب کو واضح کرتا ہے۔
غریب الحدیث مشکل الفاظ کے معنی سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔
یہ تمام علوم ہمیں احادیث کو صحیح طریقے سے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی رہنمائی دیتے ہیں۔

[1] ابن الاثیر، مجد الدین مبارک بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج2 ص132